مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں

۱......آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کے تقدّس کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

۲......کیا میلادکا مروّجہ طریقہ کار جائز ہے؟

۳......میلاد کے دوران کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟

سائل۔ یوسف غنی عفی عنہ

الجواب حامداً ومصلیاً

۱......اگر بال کے بارے میں یہ سند نہ ہو کہ وہ آنحضرت ﷺ کا ہے تو اسکی تعظیم وتکریم لاحاصل ہے اور اگر کوئی سند ہے تو اسکی تعظیم کرنے میں اجر وثواب ہے بشرطیکہ حدّ شرع سے نہ بڑھے۔ (مأخذہ امداد الفتاویٰ ۴/۵۶)

فی الصحیح للبخاری ۲/۸۷۵

حدّثنا مالک بن اسماعیل قال حدثنا اسرائیل عن عثمان بن عبداللّٰہ بن موھب قال أرسلنی أھلی إلیٰ امّ سلمة بقدح من ماء وقبض اسرائیل ثلٰث أصابع من قصة فیه شعر من شعر النبی ﷺ وکان إذا أصاب الانسان عین أو شئی بعث إلیھا مخضبه فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراً.

۲...... آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا تذکرہ تمام مسلمانوں کیلئے موجبِ خیر وبرکت اور باعثِ فخر وسعادت ہے، لیکن شریعت نے ہر کام اور عبادت کیلئے کچھ حدود وقواعد مقرر کئے ہیں، ان حدود وقواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر عمل کا انجام دینا ضروری ہے اور ان سے تجاوز کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اسکی سادہ سی مثال یہ ہے کہ نماز اہم ترین عبادت ہے لیکن آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح سیرتِ طیبہ کے مبارک تذکرے کے بھی کچھ حدود وقیود ہیں، مثلاً سیرت کے تذکرے کو کسی معین تاریخ یا مہینے کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سال کے ہر مہینے اور مہینے کے ہر ہفتے اور ہفتے کے ہر دن میں اسے یکساں طور پر باعثِ سعادت سمجھا جائے اور اسکے لئے کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کرلیا جائے، مثلاً سیرت پر لکھی گئی معتبر کتابوں کے مطالعہ کا معمول بنالیا جائے وغیرہ، ایسا کرنا نا صرف جائز بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے مگر ان تمام مفاسد اور منکرات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے جو عام طور پر مروّجہ میلاد کی محفلوں میں پائے جاتے ہیں، انمیں سے بعض مفاسد ومنکرات درج ذیل ہیں۔

۱. ماہِ ربیع الأول کی بارہ تاریخ کو خصوصیت کے ساتھ محفلِ میلاد منعقد کرنا یا عید میلاد النبی ﷺ منانا، کیونکہ اسکا کوئی ثبوت حضراتِ صحابہ کرام وتابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کے مبارک دور میں نہیں ملتا لہٰذا آپ ﷺ کے ذکر

کو کسی معین تاریخ یا مہینے کے ساتھ مخصوص کر لینا دین میں اضافہ اور بدعت ہے۔

۲. ان محفلوں کے انعقاد میں ریاء اور نام و نمود شامل ہونا۔

۳. اگر کوئی شخص ایسی محفلوں شریک نہ ہو تو اسے برا سمجھنا۔

۴. ایسی محفلوں میں حلوہ یا مٹھائی کی تقسیم کو لازم سمجھنا۔

۵. مٹھائی، حلوہ وغیرہ کیلئے لوگوں سے چندہ وصول کرنا جسمیں لوگ عموماً لحاظ و مروّت کی خاطر یا جان چھڑانے کیلئے چندہ دے دیتے ہیں اور حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اسکی خوشدلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

۶. ان محفلوں میں ضرورت سے زائد روشنی اور چراغاں کا اہتمام ہونا، انکی سجاوٹ میں حد سے زیادہ تکلف کرنا اور غیر ضروری آرائش پر حد سے زیادہ اخراجات کرنا جو بلاشبہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔

۷. جلسوں کے انتظامی انہماک کی وجہ سے یا رات کو دیر تک جاگنے کے سبب فرض نماز ترک کرنا یا اسکا قضاء ہو جانا اور مرد و زن کا آزادانہ اختلاط جیسے خلافِ شرع امور اور گناہ کبیرہ کا بے دریغ ارتکاب کرنا۔

۸. ان محفلوں میں بعض دفعہ بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی کہانیاں بیان کردی جاتی ہیں جو صحیح و معتبر روایات سے ثابت نہیں ہوتیں حالانکہ اس مقدّس موضوع کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعات نہایت احتیاط کے ساتھ بیان کئے جائیں۔

۹. آنحضرت نے ہر شعبہ زندگی سے متعلق واضح ہدایات اور تعلیمات بیان فرمائی ہیں، اسکا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تمام تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے۔ عبادات، معاملات، معاشرت اور اعمال و اخلاق پر سیر حاصل گفتگو ہو لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ آج کی زیادہ تر میلاد کی محفلوں میں صرف آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے یا زیادہ سے زیادہ آپکے معجزات کا بیان ہو جاتا ہے لیکن عموماً تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جامع تعلیماتِ نبوی کا بیان نہیں ہوتا اور انکی جگہ خرافات، مفاسد اور منکرات نے لے لی ہے اور یہ مجلس میں سے مل ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر مروّجہ میلاد کی محفلیں واجب الترک ہیں، البتّہ اگر ان مفاسد میں سے کوئی بھی نہ ہو اور شرعی حدود و آداب کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کی کوئی محفل محض اللہ تعالٰی کی رضا جوئی کی خاطر منعقد کرلی جائے تو اسمیں ان شاء اللہ سراسر خیر و برکت ہے۔ (مأخذہ تبویب ۲۶۴/۸۷)

۳...... مروّجہ محفلِ میلاد میں قیام کرنا بالکل من گھڑت ہے، شریعتِ اسلام میں اسکا کہیں ثبوت نہیں، حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک جماعت میں کسی ایک سے بھی آنحضرت کے ذکرِ ولادت کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا ثابت نہیں۔ (مأخذہ تبویب ۱۵۳/۷۶)

فی سبل الرشاد فی سیرۃ خیر العباد للامام محمّد یوسف الصالحی الشامی

المتوفیٰ سنة ۹۴۲، الصفحة ۳۴۴، المجلّد ۱ (مطبوعة دار الکتب العلمية)

جرت عادة کثیر من المحبّین اذا سمعوا بذکر وضعه ﷺ أنّ یقوموا تعظیماً لهٗ وهٰذا القیام بدعة لا أصل لهٗ اه

فی اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم لابن تیمیة ما نصّه :

وکذالک ما یحدّثه بعض الناس إمّا مضاهاةً للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰؑ وإمّا محبّةً للنبی ﷺ وتعظیماً والله قد یثیبهم علیٰ هذه المحبّة والاجتهاد لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی ﷺ عیداً مع اختلاف الناس فی مولدهٖ فإنّ هذا لم یفعله السلف مع قیام المقتضی له وعدم المانع منه لو کان خیراً . ولو کان هٰذا خیراً محضاً أو راجحاً لکان السلفؒ أحق بهٖ منا فإنّهم کانوا أشد محبّة لرسول اللّٰه ﷺ وتعظیماً لهٗ منّا وهم علی الخیر أحرص. وإنّما کمال محبّتهٖ وتعظیمه فی متابعتهٖ وطاعتهٖ واتباع أمره الخ. (الصفحة ۸۴، المجلّد ۲، المطبوعة دارعالم الکتب)

واللہ تعالیٰ اعلم

بلال قاضی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۴۲۹/۴/۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف عفا اللہ عنہ

۱۴۲۹/۴/۳ھ